Advance Social Science Archives Journal
Available Online: https://assajournal.com
Vol.2 No.4, Oct-Dec, 2024. Page No. 1005-1012
Print ISSN: 30062497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

CHALLENGES FACING YOUTH IN CONTEMPORARY TIMES: CAUSES AND SOLUTIONS (AN ANALYTICAL STUDY IN THE LIGHT OF THE QUR'AN AND HADITH)

دور حاضر میں نوجوانوں کو درپیش مسائل، اسباب اور ان کا تدارک؛ قرآن وحدیث کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Javed Ghani	Lecturer, Department of Islamic Studies, Kohat University of Sciences & Technology, Kohat.
	Email: javedghani081990@gmail.com
Dr. Muhammad Rafiq	Assistant Professor, Department of Seerat Studies, AIOU, Islamabad.
	Email: muhammad.rafiq@aiou.edu.pk

ABSTRACT

Youth are the most asset of any nation, and no nation can afford to squander its treasures. Throughout history, every revolution be it political, economic, social, scientific, or moral has relied on the pivotal role of young individuals. Historical records testify that in every era and age, the contributions of youth have been indispensable to societal transformation.

Today, it is imperative to identify the challenges faced by young people and devise effective solutions to address them. However, it is with regret that we must acknowledge our failure to meet the needs of the younger generation adequately. Consequently, the issues affecting our youth are escalating, and this vital national asset, rather than contributing to the progress of the community and the nation, appears to be entangled in personal and social struggles.

On all fronts—education, training, economic opportunities, social integration, and mental well-being—our youth face significant hurdles. A substantial number of them are emigrating in search of better prospects abroad, while many others are engulfed by despair and disillusionment with life itself. This alarming situation calls for an earnest effort to understand the underlying problems and address them effectively.

It is essential to recognize the challenges of today's youth, draw guidance from the teachings of the Prophet Muhammad (peace be upon him), and formulate practical strategies to resolve these issues. This paper seeks to explore the major challenges facing the younger generation, analysed their root causes, and propose solutions based on the principles of the Qur'an and Sunnah, offering a framework for meaningful and lasting change.

Keywords; Youth, Challenges, Causes, Framework, Solutions, Qur'an and Sunnah

تمہید

بلاشبہ نوجوانی کا مرحلہ وہ دور ہوتا ہے جب انسان میں اجتماعی تعلقات قائم کرنے اور گروہوں میں شامل ہونے کا رجحان ابھرنے لگتا ہے۔ اجتماعی زندگی ایک ایسی تربیتی ضرورت ہے جس کا کوئی متبادل نہیں، کیونکہ یہ انسان کو مشترکہ کاموں میں حصہ لینے کی تربیت دیتی ہے، اجتماعی روح پروان چڑھاتی ہے اور اسلامی

معاشرے کی ان اعلیٰ اقدار کو عملی جامہ پہناتی ہے جن میں بھائی چارہ، ایثار، ہمدردی، احسان، تعاون، حق کی تلقین، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا اور ایک مضبوط معاشرتی ڈھانچہ تعمیر کرنا شامل ہیں، جو ایک دوسرے کی مدد سے مستحکم ہوتا ہے۔

اجتماعی زندگی کے ذریعے نفس کے وہ امراض بھی ختم ہو جاتے ہیں جو تنہائی، خود غرضی اور معاشرتی تعلقات سے کٹ جانے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس رجحان کو مثبت انداز میں آگے بڑھایا جائے اور نوجوانوں کے لیے پاکیزہ اور مفید محافل، کھیلوں کے کلب، ثقافتی مراکز، نوجوانوں کی تربیتی تنظیمیں، رفاہی انجمنیں اور عوامی خدمات کے ادارے قائم کیے جائیں۔ نوجوانوں کو یہ باور کرانا بھی ضروری ہے کہ ان کا سب سے بڑا مقصد لوگوں کی ہدایت اور خیر خواہی ہے، نہ کہ ان کے خلاف نفرت اور تخریبی اقدامات۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"فوالله لَأنْ يهديَ اللهُ بكَ رجُلًا واحدًا خيرٌ لكَ مِن أنْ يكونَ لكَ حُمْرُ النَّعَم"[1]

اگر اللہ تمہارے ذریعے کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔"

نوجوانوں کی بے راہ روی اور انحراف کی بنیادی وجہ ان کے اندر مقاصد کی کمی اور جائز سرگرمیوں کی آزادی نہ ہونا ہے۔ اگر نوجوانوں کی بے پناہ صلاحیتوں کو درست سمت میں استعمال نہ کیا جائے تو یہ ان کے لیے بوجھ بن سکتی ہیں اور انہیں نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ فراغت، بیزاری، ضیاع، اور نشے کی لت جیسے مسائل اسی وقت پیدا ہوتے ہیں جب نوجوانوں کی توانائیوں کا صحیح استعمال نہ ہو۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آج کے مسلمان نوجوان خطیبانہ جذباتیت اور جوشیلی نعروں کی کیفیت میں مبتلا ہیں۔ یہ کیفیت انہیں وقتی جوش تو فراہم کرتی ہے، لیکن عملی رہنمائی کے فقدان کے باعث ان کے اندر غلط رویوں اور اعمال کا رجحان پیدا ہو سکتا ہے، جو ان کے لیے اور ان کے معاشرے کے لیے تباہ کن ثابت ہو سکتا ہے۔ عصر حاضر میں نوجوانوں کے مسائل و مشکلات میں دن بدن اضافہ دیکھنے کو مل رہا ہے، اور ان پر غور و فکر، تحقیق اور اصلاح کا عمل جاری رکھنا ناگزیر ہے۔ اس سلسلے میں ضروری ہے کہ ہم قرآن اور سنت نبویہ علیہ السلام کی روشنی میں نوجوانوں کی تربیت کے اصول واضح کریں، اور انبیاء کرام علیہم السلام کی وہ مثالی زندگیوں کو پیش کریں جنہیں قرآن نے بیان کیا ہے، تاکہ یہ ان کے لیے بہترین اسوہ اور قابل تقلید نمونے بن سکیں۔

اسلامی تجربات نوجوانوں کی تربیت کے میدان میں بے حد مالا مال ہیں۔ قرآن مجید میں سیدنا یوسف علیہ السلام کو عفت و پاکدامنی کا بہترین نمونہ قرار دیا گیا ہے،[2] سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قوت و امانت کا مظہر دکھایا گیا ہے، اور ان سے پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حق کی تلاش، سچائی کی جستجو اور آزمائشوں پر صبر کا عملی نمونہ پیش کیا گیا ہے۔[3] اصحاب کہف کی مثال شخصیت کی مضبوطی، خود مختاری اور شرک و وثنیت کے معاشرے میں مدغم نہ ہونے کی اعلیٰ مثال ہے۔[4] اس کے بعد خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی آتی ہے، جہاں نبوت کے تمام کمالات، انبیاء کے اوصاف اور انسانی تجربات کا نقطہ عروج نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ نوجوانوں کے لیے سب سے بہتر اسوہ اور قدوہ ہیں، جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے:

بلاشبہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہو۔"

دورِ حاضر کے نوجوان کئی اہم اور پیچیدہ چیلنجز کا سامنا کر رہے ہیں، جو ان کی ذاتی، سماجی اور معاشی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ نوجوان کسی بھی قوم کا قیمتی سرمایہ اور اس کے مستقبل کے معمار ہیں، لہٰذا ان کی پریشانیوں کو سمجھنا اور ان کے حل کے لیے اقدامات کرنا نہایت ضروری ہے۔

1۔ معاشی مسائل اور بے روزگاری

پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں پریشانی کی بڑھتی ہوئی شرح کی ایک بڑی وجہ معاشی مسائل ہیں۔ بڑے شہروں میں آبادی کا پھیلاؤ اور پر تعیش طرز زندگی اختیار کرنے کا جنون، مختلف چیلنجز کو جنم دے رہا ہے۔ اسٹیٹس کو کی دوڑ میں، لوگ جائز و ناجائز طریقوں سے زیادہ دولت کمانے کی کوشش میں ہیں، جس کے نتیجے میں اچھائی اور برائی کی تمیز کم ہوتی جا رہی ہے۔ اس صورت حال نے نہ صرف سماجی نظام کو زوال کی طرف دھکیل دیا ہے بلکہ خونی رشتوں میں بھی خود غرضی اور مفاد پرستی کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ حساس فطرت اور درد مند دل رکھنے والے افراد تیزی سے ذہنی امراض کا شکار ہو رہے ہیں۔ ہر موڑ پر ایسے دوست نما دشمن موجود ہیں جو انہیں پریشان کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ ساتھ ہی، بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور دفتر میں سینئر افراد کے رویوں کی وجہ سے

نوجوان نسل بھی ڈپریشن کا شکار ہو رہی ہے۔ ہمارا سماجی نظام اکثر نفسیاتی و ذہنی عوارض کو پاگل پن قرار دے دیتا ہے، جس سے مریض مزید تنہائی کا شکار ہو جاتا ہے۔ دراصل، ڈپریشن پاگل پن نہیں بلکہ ایک ذہنی دباؤ جیسا مسئلہ ہے۔ یہ صورت حال اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ پاکستان جیسے ملک میں معاشی عدم استحکام، سماجی چیلنجز نے ایک خطرناک صورتحال پیدا کر رکھی ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لیے ضروری ہے کہ صاحبِ ثروت لوگ اپنی ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کے ساتھ ساتھ دوسرے کے حقوق کا بھی خیال رکھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ"[5]

اور اُن کے اموال میں ضرورت مندوں کا حق مقرر تھا۔

حضرت ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک شخص اپنی سواری پر ہمارے پاس آیا۔ وہ بار بار دائیں اور بائیں جانب دیکھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" : جس کے پاس اضافی سواری ہو، وہ اسے اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے۔ اور جس کے پاس کھانے پینے کا اضافی سامان ہو، وہ اسے اس شخص کو دے دے جس کے پاس کچھ نہیں ہے۔" پھر آپ ﷺ نے مال کی مختلف اقسام کا ذکر کیا، یہاں تک کہ ہمیں یوں محسوس ہوا کہ ہم میں سے کسی کو بھی اپنے پاس موجود اضافی چیز پر حق نہیں رہا۔[6]

معاشرے سے غربت کے خاتمے اور معاشی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ریاستی طور پر سرمایہ کسی ایک گروپ کے ہاتھ میں نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی اس کو جمع کرنا چاہئے قرآن کریم میں اللہ نے واضح الفاظ میں ارتکاز دولت کی مذمت فرمائی ہے چنانچہ فرمایا ہے:

"وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِي سَبِيْلِ اللهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ"[7]

اس آیت میں کنز مال سے بھی منع فرمایا ہے اور کنز کے معنی وہ مال و دولت جس کو جمع کیا جائے لیکن اس کی زکوۃ ادا نہ کی جائے۔ ابن عمر کنز مال کے بارے میں فرماتے ہیں:

شرعی اصطلاح میں کنز وہ مال ہے جس کی زکوۃ ادا نہ کی جائے۔ اس حوالے سے ایک روایت بھی ہے:

حضرت خالد بن اسلم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے۔ راستے میں ایک دیہاتی نے پوچھا: "مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بتائیں' : اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے"'... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا" : جو شخص مال جمع کرے اور اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب زکوۃ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ پھر جب زکوٰۃ فرض کی گئی، تو اللہ نے اسے اموال کے لیے پاکیزگی کا ذریعہ بنا دیا۔[8]"

اللہ نے سورۃ الھمزہ میں مال جمع کرنے والوں کے واضح وعید ارشاد فرمائی ہے۔

مال جمع کرنے والے شخص کی ہلاکت کا صراحتا قرآن میں ذکر آیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ. الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ. يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ"۔[9]

اگر مال و دولت کسی ایک گروہ کی بجائے گردش میں ہو اور اس سے غریب بھی مستفید ہوں تو اس صورت میں غربت پر کسی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اسلامی بھائی چارے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اطراف میں ضرورت مندوں کی مالی تعاون بھی کریں۔ قرآن کریم میں باہمی تعاون کی بڑی تاکید آئی ہے۔

"وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ "

اور نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔"

سنن ترمذی کی طویل روایت ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی مسلمان سے کوئی مصیبت اور تکلیف دور کرتا ہے تو اللہ قیامت کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت اور پریشانی دور کریں گے۔[10]

2- نفسیاتی مسائل اور ان کا حل

دور حاضر میں معاشرتی دباؤ، ذاتی ناکامیاں، اور تیز رفتار زندگی نوجوانوں میں ذہنی دباؤ، ڈپریشن، اور احساسِ کمتری جیسے مسائل کو جنم دیتے ہیں۔ تنہائی اور خود ساختہ تنقید بھی نوجوانوں کی نفسیات پر منفی اثر ڈالتی ہیں۔ ذہنی دباؤ اور افسردگی کے عوامل میں انسانی تعلقات کی خرابی ایک نمایاں سبب ہے۔ جب انسان دوسروں کے ساتھ معاملات میں انصاف اور احسان سے کام نہیں لیتا، تو یہ رویہ ذہنی پریشانی کا موجب بنتا ہے۔ بعض اوقات یہ تناؤ دوسروں کے حسد کی بنا پر پیدا ہوتا ہے، جبکہ بعض اوقات حق تلفی یا حق کا تقاضا کرنے کی صورت میں بھی ذہنی کشمکش کا سامنا ہوتا ہے۔ اسی طرح، قرض کی حالت بھی انسان کے لیے ایک مسلسل ذہنی اذیت کا باعث بن سکتی ہے۔ جب کوئی شخص قرض لے کر اسے وقت پر ادا کرنے سے قاصر ہو، تو قرض خواہوں کے تقاضے اور دباؤ انسان کو مزید بے چینی اور اضطراب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اس نوعیت کی پریشانی سے محفوظ رہنے کے لیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دعاؤں کی تلقین فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے:

"اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ"[11]

اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

اسی طرح، ابو امامہ انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی بہت سبق آموز ہے۔ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد میں دیکھا، جب کہ نماز کا وقت نہیں تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ وہ وہاں کیوں موجود ہیں؟ انہوں نے اپنی پریشانی اور قرض کا ذکر کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی دعا نہ سکھاؤں، جس کے پڑھنے سے اللہ تمہاری پریشانی دور کرے اور تمہارا قرض بھی ادا کر دے؟"

ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے اثبات میں جواب دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ دعا صبح و شام پڑھنے کی تلقین فرمائی:

"اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ[12]"

اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں غم اور پریشانی سے، کم ہمتی اور کاہلی سے، بزدلی اور کنجوسی سے، قرض کے بوجھ اور لوگوں کے ظلم و جبر سے(

یہ دعائیں نہ صرف روحانی سکون کا باعث ہیں بلکہ زندگی کی عملی مشکلات کو دور کرنے میں بھی مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔ ان دعاؤں کا اہتمام کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت سے ہمارے دکھوں کو مٹا دیتا ہے اور ہمیں ذہنی سکون عطا فرماتا ہے۔

3۔ انٹرنیٹ اور ٹیکنالوجی کا غلط استعمال

سوشل میڈیا، ویڈیو گیمز، اور دیگر آن لائن مشاغل کے حد سے زیادہ استعمال نے نوجوانوں کو حقیقی زندگی سے دور کر دیا ہے۔ اس کے نتیجے میں وہ وقت اور صحت کے ضیاع سمیت دیگر مسائل کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس دور جدید اور تیز رفتار ترقی میں، سائنس اور ٹیکنالوجی نے انسانیت کے لیے کئی سہولیات فراہم کی ہیں اور زندگی کو زیادہ آرام دہ اور آسان بنا دیا ہے۔ نئی اختراعات مسلسل سامنے آ رہی ہیں، اور بہت سے شعبوں میں مشینوں نے انسانوں کی جگہ لے لی ہے۔ اگر آپ کو کسی چیز کی تلاش یا کسی جگہ کی معلومات حاصل کرنی ہو تو صرف ایک کلک پر "گوگل" تمام تفصیلات آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہے، جس سے آپ اپنے گھر بیٹھے سب کچھ جان سکتے ہیں۔ وہ کام جو پہلے کئی دنوں میں مکمل ہوتے تھے، اب چند لمحوں میں انجام پا جاتے ہیں، یہ سب جدید ٹیکنالوجی کی بدولت ممکن ہوا ہے۔ اگرچہ جدید ٹیکنالوجی نے انسان کے لیے بے شمار سہولیات فراہم کی ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نے کئی چیلنجز اور مسائل بھی پیدا کیے ہیں۔ ہر چیز کی طرح، ٹیکنالوجی کے بھی فوائد اور نقصانات ہیں، جو مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں پر مشتمل ہیں۔ ان منفی پہلوؤں میں سے ایک اہم پہلو موجودہ نسل پر سوشل میڈیا کا اثر ہے۔ سوشل میڈیا نے معاشرے پر گہرا اثر ڈالا ہے اور خاص طور پر نوجوانوں پر منفی نشان چھوڑے ہیں۔ یہ وسائل جیسے ایک جال

بن گئے ہیں جس نے نوجوانوں کو گھیر لیا ہے، جس سے ان کا نکلنا بہت مشکل ہو گیا ہے، چاہے وہ اس میں سے نکلنے کی کوشش بھی کریں۔ سوشل میڈیا میں فیس بک، ٹوئٹر، واٹس ایپ، لائن، وائبر، اسکائپ اور دیگر مشابہ ایپلیکیشنز شامل ہیں۔ اگرچہ یہ پلیٹ فارم تیز رابطے اور معلومات تک رسائی کی سہولت فراہم کرتے ہیں، لیکن ان کے نتیجے میں نوجوانوں کا وقت ضائع ہوتا ہے، وہ مفید سرگرمیوں سے دور ہو جاتے ہیں، اور افراد کے درمیان حقیقی رابطے میں کمی واقع ہوتی ہے۔ لہذا، ان وسائل کا استعمال معتدل اور محتاط طریقے سے ہونا چاہیے، تاکہ جدید ٹیکنالوجی کے فوائد حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے منفی اثرات سے بھی بچا جا سکے۔ آج کا نوجوان اکثر اوقات انٹرنیٹ پر فحش مکالمے، جنسی جذبات کو ابھارنے والے گیت، عریاں تصاویر، فحش افسانے، ناول، نظمیں اور مضامین وغیرہ دیکھتا رہتا ہے جس کی وجہ وہ پریشانی کا شکار ہوتا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں:

"وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ [13]

"اور بے حیائی کے کاموں کے قریب نہ جاؤ خواہ وہ ظاہر ہوں خواہ پوشیدہ"

ارشار باری تعالیٰ ہے

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ"[14]

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور (ہمیشہ) سچوں کے ساتھ رہو۔"

آج کا نوجوان جھوٹ کو سچ سمجھ کر آگے فارورڈ کرتا ہے اور اس گناہ میں خود بھی شریک ہو جاتا ہے اور وہ اس لئے کرتا ہے تاکہ لوگ ہنسے، ایک روایت میں آتا ہے:

عَنْ جَدِّي، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ، وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ ، [15]

تباہی وبربادی ہے اس شخص کے لیے جو ایسی بات کہتا ہے کہ لوگ سن کر ہنسیں حالانکہ وہ بات جھوٹی ہوتی ہے تو ایسے شخص کے لیے تباہی ہی تباہی ہے۔

ہر انسان کا جسم اور اعضاء یہ ایک امانت ہے اس کو صحیح جگہ استعمال کرنا ضروری ہے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ روایت میں آتا ہے: " وقم ونم، فإن لجسدک علیک حقا وإن لعینک علیک حقا وإن لزوجک علیک حقا"۔[16] اس لئے ان کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔ اور قیامت میں اعضاء سے سوال کیا جائے گا۔ سورۃ یس میں فرمایا ہے:

"اَلۡیَوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰۤی اَفۡوَاهِهِمۡ وَ تُکَلِّمُنَاۤ اَیۡدِیۡهِمۡ وَ تَشۡهَدُ اَرۡجُلُهُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ"۔[17]

اس آیت میں اللہ نے واضح فرمادیا کہ کل قیامت کو انسانوں کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اس اعضاء وجوارح ہم سے گفتگو کریں گے اور ان تمام افعال واعمال کے بارے میں واضح طور پر بتائیں گے۔

4۔ دور حاضر میں نشہ آور اشیاء کے استعمال کی کثرت

آج کے نوجوانوں کا ایک اہم مسئلہ نشہ آور اشیاء کا کثرت کے ساتھ استعمال کرنا بھی ہے منشیات اور دیگر نشہ آور اشیاء کا استعمال نوجوانوں میں خطرناک حد تک بڑھ گیا ہے۔ یہ نہ صرف ان کی صحت بلکہ سماجی اقدار کو بھی نقصان پہنچا رہا ہے۔ انسان کا سب سے عظیم جوہر اس کے اخلاق اور سلوک ہیں، جو اس کی قدر و منزلت کا معیار طے کرتے ہیں۔ نشہ آور اشیاء اور منشیات کا استعمال انسان کو اخلاقی طہارت سے محروم کر دیتا ہے اور اسے برے افعال اور ناپسندیدہ حرکات کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ مواد نہ صرف انسان کی ظاہری حالت پر اثر انداز ہوتے ہیں، بلکہ اس کی روح اور باطن کی پاکیزگی کو بھی خراب کرتے ہیں، جس سے ان کے باطنی نقصانات ظاہری نقصانات سے زیادہ خطرناک اور گہرے ہو جاتے ہیں۔ نشہ آور اشیاء اور منشیات کے استعمال سے انسان کو پہنچنے والے اہم نقصانات میں سے ایک اس کی صحت پر اثر ہے، جو کہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ طبی ماہرین متفق ہیں کہ شراب اور منشیات سست رفتار زہر ہیں، جو آہستہ آہستہ انسان کے جسم کو کھوکھلا کرتے ہیں، عمر کو کم کرتے ہیں اور قوتوں کو کمزور کرتے ہیں۔ انسان کی زندگی اللہ تعالیٰ کی ایک امانت ہے، جو صرف اس کی نہیں بلکہ اس کے خاندان اور معاشرے کے بہت سے حقوق سے وابستہ ہے۔ نشہ کا استعمال اس امانت میں خیانت کے مترادف ہے، کیونکہ اللہ

عز و جل نے انسان کو زندگی عطا کی ہے تاکہ وہ اسے محفوظ رکھے اور اس کا استعمال اپنے اور دوسروں کے فائدے کے لئے کرے۔ اسی وجہ سے، رسول اللہ ﷺ نے ہر ایسی چیز کے استعمال سے منع فرمایا جو عقل کو غائب کرتی ہے یا جسم کو کمزور کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ کی روایت ہے:

"نہی رسول اللہ عن کل مسکر ومفتر"[18]

"مفتر" سے مراد ہر وہ چیز ہے جو جسم میں فتور یا کمزوری پیدا کرتی ہے، جس سے جسمانی صحت متاثر ہوتی ہے اور انسان کی اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی صلاحیت پر منفی اثر پڑتا ہے۔

اسی طرح آج کے نوجوانوں میں شراب نوشی کا بھی رواج عام ہوتا جارہا ہے جبکہ شراب کو رسول اللہ ﷺ نے برائیوں کی جڑ قرار دیا ہے۔[19]

بلکہ ایک روایت میں فرمایا ہے کہ کہ میری اُمت میں بعض لوگ شراب پئیں گے لیکن اس کو شراب کا نام نہیں دیں گے بلکہ کوئی اور نام دیں گے۔[20]

معاشرے کو اس خطرناک آفت سے بچانے کا سب سے مؤثر ذریعہ ایک مکمل طریقہ کار اختیار کرنا ہے جو مسئلے کو اس کی جڑوں سے حل کرے۔ ایک طرف، لوگوں میں نشہ آور اشیاء اور منشیات کے نقصانات کے بارے میں آگاہی پھیلانا ضروری ہے، اور ان کے فرد، خاندان اور معاشرے پر منفی اثرات کو واضح کرنا بھی ضروری ہے۔ یہ آگاہی اسکولوں، یونیورسٹیوں، کام کی جگہوں، میڈیا، اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر ہونی چاہیے تاکہ ہر فرد ان مواد کے خطرات اور ان کے مہلک نتائج سے باخبر ہو سکے۔ دوسری طرف، ان وجوہات اور عوامل کا سختی سے مقابلہ کرنا چاہیے جو اس آفت کے پھیلاؤ میں معاونت کرتی ہیں، جیسے کہ ان کی فروخت اور تشہیر کی آسانی۔ اگر شراب اور منشیات کی قانونی فروخت کی اجازت دی جائے، جبکہ لوگوں سے ان سے پرہیز کرنے کی درخواست کی جائے تو یہ ایک واضح تضاد ہوگا اور اس کوشش کا مذاق اڑانے کے مترادف ہوگا جو اس مظہر کے خلاف کی جارہی ہے۔ لوگوں کو ان مواد کے خطرات سے کیسے قائل کیا جاسکتا ہے جب ہر جگہ ان کی فروخت کی دکانیں ہوں، اور انہیں ریستورانوں، ہوٹلوں بلکہ سرکاری مواقع پر بھی پیش کیا جائے؟ یہ تضاد آگاہی مہمات کی ساکھ کو کمزور کرتا ہے اور اصلاحی کوششوں میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اسی لیے، اسلام کا موقف شراب اور ہر ایسی چیز کے بارے میں واضح اور سخت ہے جو نشے کا باعث بنتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے شراب کے بارے میں دس اقسام کے لوگوں پر لعنت فرمائی جو اس سے جڑے ہوئے ہیں، فرمایا: "اللہ نے شراب، پینے والے، پلانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، نچوڑنے والے، نچوڑنے والی چیزیں اٹھانے والے، لے جانے والے، اور اس کا قیمت کھانے والوں پر لعنت کی"[21]۔ یہ نبوی ہدایت اسلام کی حکمت کو ظاہر کرتی ہے کہ مسئلے کو اس کی جڑوں سے ختم کیا جائے۔ یہ صرف شراب پینے کی حرمت تک محدود نہیں ہے بلکہ اس سے متعلق ہر چیز جیسے کہ پیداوار، تجارت، نقل و حمل، خرید و فروخت بھی ممنوع ہیں۔ اس کا مقصد واضح ہے: اس آفت کے پھیلاؤ کے تمام ذرائع کو ختم کرنا، اس کے سرچشموں کو خشک کرنا، اور ایک ایسی سماجی ماحول پیدا کرنا ہے جو اس بڑی فساد سے پاک ہو۔

5۔ نوجوانوں پر معاشرتی دباؤ

عصر حاضر میں افسردگی اور خودکشی کی شرح میں اضافے کی اہم وجوہات میں سے ایک یہ ہے کہ بچوں اور نوجوانوں کے لیے آزادانہ سرگرمیوں میں شامل ہونے کے مواقع کی کمی ہے، بغیر بالغوں کی مداخلت کے۔ ان دونوں رجحانات کے درمیان ایک گہرا تعلق ہے۔ نوجوان اپنی خوداعتمادی کیسے بناتا ہے؟ وہ اپنی زندگی پر کنٹرول اور چیلنجز کا سامنا کرنے کی صلاحیت کیسے ترقی دیتا ہے؟ اس کا جواب ان تجربات میں پوشیدہ ہے جو اسے اپنے ارد گرد کے معاملات میں خود مختاری فراہم کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے، بچوں کو پہلے جو آزادی دی جاتی تھی، اس میں بتدریج کمی کے ساتھ، وہ اس قیمتی موقع سے محروم ہو رہے ہیں جس سے وہ اپنی خود کفالت اور مشکلات کا سامنا کرنے کی صلاحیت کو ترقی دے سکتے ہیں، جو کہ اضطراب اور افسردگی کے خلاف ایک حفاظتی عنصر سمجھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ، آزادانہ اور خود مختار سرگرمیاں بچوں کے لیے خوشی کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ جب بچے کھیلوں اور سرگرمیوں میں مشغول ہوتے ہیں تو انہیں کامیابی، فخر اور اطمینان کا احساس ہوتا ہے۔ جب ہم انہیں ان سرگرمیوں سے محروم کرتے ہیں تو ہم انہیں صرف فوری خوشی سے نہیں بلکہ اہم شخصیتی خصوصیات جیسے کہ بہادری، ذمہ داری کا احساس، اور اپنی زندگی پر کنٹرول حاصل کرنے کے موقع سے بھی محروم کر دیتے ہیں، جو انہیں زندگی کے چیلنجز کا سامنا کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ آزادانہ سرگرمیوں کی کمی نے نوجوانوں میں اضطراب، افسردگی اور حتیٰ کہ خودکشی کی شرح بڑھا دی ہے۔ آج کل بچے اور نوجوان موبائل ڈیوائسز میں مصروف رہتے ہیں، بجائے اس کے کہ وہ جسمانی کھیلوں اور سرگرمیوں میں حصہ لیں، جو ان مسائل کو مزید بڑھا دیتی ہیں۔

جسمانی کھیل نہ صرف جسمانی صحت کو برقرار رکھنے کا ذریعہ ہیں بلکہ یہ ذہنی اور نفسیاتی صحت کے لیے بھی ضروری ہیں۔اسلام نے تفریحی اور مفید سرگرمیوں کی اہمیت پر زور دیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"ہر کھیل جو آدمی کھیلتا ہے وہ باطل ہے سوائے اس کے کہ وہ اپنے کمان سے تیر پھینکے، اپنے گھوڑے کی تربیت کرے، یا اپنے اہل وعیال سے کھیلے"[22] یہ سرگرمیاں ظاہر کرتی ہیں کہ اسلام نے انسانی توانائی کو کس طرح مفید چیزوں کی طرف موڑنے پر زور دیا۔نبی ﷺ نے صحت مند جسمانی سرگرمیوں جیسے تیر اندازی، تیراکی، اور دوڑنے کی حوصلہ افزائی کی۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: "میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہی تھی جب میں جوان تھی، تو میں نے آپ سے دوڑ لگائی اور آپ کو پیچھے چھوڑ دیا، پھر جب میرا وزن بڑھ گیا تو آپ مجھ سے آگے نکل گئے، تو آپ نے فرمایا: یہ اس کا بدلہ ہے۔[23] صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دیگر روایات بھی جسمانی سرگرمیوں اور کھیلوں کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں، جیسے کہ حضرت عمر بن خطاب اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم کے درمیان مقابلہ۔ [24]

اسلام صحت مند تفریح کو ممنوع نہیں سمجھتا اگر یہ صحت مند اور مفید ہو، بلکہ اسے روحانی سکون حاصل کرنے اور جسمانی وذہنی صحت کو فروغ دینے کے لیے ایک ذریعہ سمجھتا ہے۔اس لیے جسمانی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرنا اور ٹیکنالوجی کے استعمال میں اعتدال رکھنا افسردگی اور اضطراب پر قابو پانے کا مؤثر طریقہ ہے، تاکہ ہم ایک ایسا نسل تیار کر سکیں جو زندگی کے چیلنجز کا سامنا اعتماد اور قوت کے ساتھ کر سکے۔

مصادر ومراجع

---

[1] امام مسلم، الجامع الصحیح، تحقیق، محمد فؤاد عبد الباقی، بیروت، داراحیاء التراث العربی، حدیث رقم، 2406۔

[2] دیکھئے؛ سورۃ یوسف، آیت، 34۔

[3] سورۃ مریم، آیت، 45۔

[4] دیکھئے: سورۃ الکھف، آیت، 13۔

[5] سورۃ الذریات، آیت، 19۔

[6] امام مسلم، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 4517۔

[7] سورۃ التوبۃ، آیت، 30۔

[8] امام بخاری، الجامع الصحیح، تحقیق، محمد زہیر بن ناصر، دار الطوق النجاہ، 1422ھ۔ حدیث رقم، 1404۔

[9] سورۃ الھمزہ، آیت، 1-3۔

[10] امام ترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، دار الغرب الاسلامی، بیروت، حدیث رقم، 1426۔

[11] امام مسلم، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 1325۔

[12] امام نسائی، سنن، حدیث رقم، 5452۔

[13] سورۃ الانعام، آیت 151۔

[14] سورۃ التوبہ: 119۔

[15] امام ترمذی، سنن، حدیث نمبر، 2315

[16] امام بخاری، الجامع الصحیح، حدیث رقم: 5199۔

[17] سورۃ یس، آیت، 65۔

[18] امام ابو داؤد، سنن، حدیث رقم: 3686۔

[19] امام نسائی، سنن، حدیث رقم، 5666۔

[20] امام نسائی، سنن، حدیث رقم،5658۔

[21] امام ترمذی، سنن،1295۔

[22] ابن ماجہ، سنن، دار احیاء التراث، بیروت، حدیث رقم،2811۔

[23] ابو داؤد، سنن، حدیث رقم،2578۔

[24] دیکھئے: کنز العمال،15/224۔